اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین

ماہِ صیام میں حاضریٔ مدینۂ منورہ (زادھا اللہ شرفاوتکریما) کے موقع پر ایک دوست جو اس شہرِ خوباں میں قیام پذیر ہیں، نے سوال کیا کہ یہاں عرب حضرات سفر میں نمازیں جمع کر کے پڑھتے ہیں یعنی ظہر اور عصر اکٹھی یا مغرب و عشاء اکٹھی اور ہم نے اپنے علماء کرام سے سنا ہے کہ اس طرح کرنا درست نہیں چنانچہ جب ہم ان کے ساتھ ہم سفر ہوتے ہیں اور نماز اپنے اپنے وقت پر الگ ادا کرتے ہیں تو اس پر یہاں کے لوگ ہمیں عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں تم لوگ الگ ہی کسی دین پر چل رہے ہو کہ نہ نمازیں یہاں کے ائمہ کے پیچھے ادا کرتے ہو نہ تراویح، اور تم میں سے بعض جو تراویح میں امام مسجدِ نبوی کی اقتدا کر لیتے ہیں تو وتر الگ پڑھنے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

میں نے کہا دین کے ایک ادنی طالبِ علم کی حیثیت سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جمع بین الصلوتین (دو نمازیں جمع کر کے ادا کرنے) میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ جمع صحیح طور پر کی جائیں۔ اور سببِ جمع بھی صحیح ہو۔

ہماری اس گفتگو میں ایک تیسرے صاحب بھی شریک ہو گئے اور کہنے لگے یہاں کے لوگ میدانِ عرفہ و مزدلفہ میں جمع بین الصلوتین کو بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو وہاں جمع جائز ہے تو یہاں کیوں نہیں۔ جبکہ ہمارے علماء منع کرتے ہیں ۔میں نے کہا ہمارے علماء بھی ہرگز منع نہیں کرتے اگر حالتِ سفر میں یا بوجہ بارش و موسمی حالات یا حالاتِ جنگ میں یا بسبب مرض و بیماری جمع بین الصلوتین کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بشرطیکہ جمع کرنے والے کو جمع کا صحیح طریقہ و وقت معلوم ہو۔ اور طریقہ و وقت کا علم فقہاء نے واضح کر دیا ہے کہ

فرض کیجئے سفر کے دوران ظہر کا وقت آگیا مگر بوجہ سفر اول واوسط وقت پر ظہر ادا کرنا دشوار ہے تو اسے آخر وقت تک مؤخر کیا جاسکتا ہے اور جب وقت اتنا رہ جائے کہ ظہر پڑھ کے فارغ ہوں گے اور عصر کا وقت شروع ہونے کو ہوگا اور جونہی عصر کا وقت شروع ہو عصر ادا کرلی جائے تو اس طریقہ پر ظہر اور عصر جمع کی جاسکتی ہیں کہ ظہر کے فرض ادا کئے اور چند لمحات کا توقف کیا کہ عصر کا وقت ہوگیا پھر عصر پڑھ لی۔ اسی طرح مغرب کو مؤخر کیا کہ اخیر وقت میں مغرب کے فرض پڑھ کر فارغ ہوئے اور چند ہی لمحوں میں عشاء کا وقت شروع ہوگیا تو عشاء پڑھ لی۔ اس طرح جمع کرنے کو جمع صوری کہتے ہیں۔ ہمارے تمام حنفی سنی علماء کیا متاخرین اور کیا متقدمین سبھی نے اسے جائز کہا ہے۔ ہاں البتہ کوئی بلا عذر و بلا سبب کسی بھی نماز کو اتنا لیٹ کردے کہ وہ قضاء ہو جائے پھر اسے اس طرح پڑھے کہ اسی کے ساتھ اگلی نماز ملالے جیسے مثلاً عشاء کی نماز جان بوجھ کر لیٹ کردی جائے کہ فجر اور عشاء ایک ساتھ پڑھ لیں گے یا ظہر جان بوجھ کر بلا سبب و عذر لیٹ کردی جائے کہ عصر کے ساتھ ہی پڑھ لیں گے تو یہ جان بوجھ کر بلا سبب و عذر لیٹ کرنا فقہاء نے حرام اور گناہ کبیرہ لکھا ہے۔

اسی طرح اگر ظہر کی نماز پڑھنے کھڑے ہوئے اور عصر کا وقت ابھی نہیں ہوا لیکن ظہر کے ساتھ ہی عصر بھی پڑھ لی کہ کون بار بار وضو بنائے یا میٹنگ سے اٹھ کر جائے، تو اس طرح قبل از وقت پڑھی ہوئی نماز کسی کام کی نہیں۔ یہ وہ صورتیں ہیں جمع کی جن سے علماءِ اہل سنت نے منع کیا ہے۔ میرے اس جواب پر ان تیسرے صاحب نے کہا کہ یومِ عرفہ کو عرفات میں تو بلا عذر جمع بین الصلوتین کرتے ہیں کہ ظہر کے وقت میں عصر ادا کرتے ہیں اسی طرح مزدلفہ میں بھی جمع کرتے ہیں کہ مغرب کو جان بوجھ کر عرفہ میں نہیں پڑھتے اور مزدلفہ پہنچتے ہیں تو مغرب کا وقت باقی نہیں ہوتا۔ اس پر میں نے عرض کیا کہ یہ جمع حجاج کرام کیلئے صرف حج میں جائز ہے اور اس کا سبب مسافرت نہیں بلکہ سبب تواتر اور مناسک حج ہیں۔ اگرچہ اس میں بھی فقہاء نے کہا کہ عرفہ کی ظہر و عصر اگر عرفات میں اپنی قیام گاہ (خیمہ) میں ادا کریں تو اپنے اپنے وقت میں ادا کرنی چاہئے۔ ہمارے ان دوست نے کہا کہ کبھی اس مسئلہ پر اپنے مجلّہ میں تفصیل سے لکھئے تاکہ اور بہت سے لوگوں کو بھی جو نہیں جانتے معلوم ہو جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ (جمع بین الصلوتین کی کچھ تفصیلات پیش کی جاتی ہیں)

کسی سرزمین پر ایک حد کے نفاذ کی برکت وہاں چالیس روز نازل ہونے والی بارش کی برکت سے بہتر ہے

جمع بین الصلوتین (دو نمازوں کو اکٹھا کر کے پڑھنا)، ماسوا یوم عرفہ کے عرفہ میں ظہر و عصر اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء اور کہیں بلا عذر و بلا سبب جائز نہیں، اور عذر و سبب کے ہوتے ہوئے بھی جمع کا طریقہ جو اوپر مذکور ہوا (جمع صوری) وہی درست ہے۔ صحیح بخاری، سنن نسائی اور سنن ابو داؤد میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل سفر میں جمع بین الصلوتین کا مروی ہے، یہاں انہی میں سے سنن ابو داؤد کی ایک روایت (بصورتِ ترجمہ) پیش کی جاتی ہے۔

نافع اور عبداللہ بن واقد جو حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عمر کے مؤذن نے سفر میں نماز کا وقت یاد دلایا تو آپ نے فرمایا کہ چلتے رہو، یہاں تک کہ شفق ڈوبنے سے پہلے اتر کر مغرب کی نماز ادا کی پھر کچھ انتظار فرمایا حتی کہ شفق ڈوب گئی تو آپ نے عشاء کی نماز ادا کی پھر بیان کیا کہ حضور ﷺ کو جلدی ہوتی تو ایسا ہی کرتے جیسا کہ میں نے کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا جمع بین الصلوتین میں یہی طریقہ اور اسلوب ہے اسی کو اس مسئلہ میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہبِ مختار مانا گیا ہے۔ سنن نسائی کی روابت کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرتِ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو جب اپنی اہلیہ کے دمِ واپسیں کی اطلاع ہوئی تو آپ تیزی سے چلے اور ظہر کی نماز راستہ میں آئی تو اس کے لئے ایسے وقت میں رکے کہ ظہر کا وقت جانے کو تھا اور عصر کا شروع ہونے کو، چنانچہ ایسے وقت میں ظہر پڑھ کر ذرا توقف کے ساتھ عصر کی نماز ادا کی اور مغرب کے لئے اس وقت رکے جب ستارے خوب دمک اٹھے تھے اور عشاء کا وقت قریب تھا، چنانچہ اس وقت رک کر مغرب ادا کی اور پھر ذرا توقف کے بعد عشاء کی نماز ادا کی۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے قالت کان رسول اللہ ﷺ فی السفر یؤخر الظهر ویقدم العصر ویؤخر المغرب ویقدم العشاء (شرح معانی الآثار) یعنی حضور ﷺ سفر میں ظہر کو مؤخر فرماتے اور عصر کو اول وقت میں ادا فرماتے ،(اسی طرح) مغرب کو مؤخر فرماتے اور عشاء کو اول وقت میں ادا فرماتے تھے۔

سنن ابو داؤد کی ایک اور روایت میں ہے کہ : ان علیا کان اذا سافر سار بعد ما تغرب الشمس حتی تکاد ان تظلم ، ثم ینزل فیصلی المغرب ، ثم یدعو بعشائه

☆العادة محكمة ☆ عادت کو حکم بنایا گیا ہے یعنی فیصلہ عرف کے مطابق ہوگا

فيتعشى ، ثم يصلى العشاء ثم يرتحل ويقول هكذا كان رسول الله ﷺ يصنع .
یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر میں ہوتے تو سورج غروب ہونے کے باوجود سفر جاری رکھتے تا آنکہ اندھیرا چھانے لگتا پھر آپ رکتے اور نمازِ مغرب ادا فرماتے پھر کھانا طلب فرماتے اور رات کا کھانا کھاکر عشاء کی نماز ادا فرماتے پھر سفر پر روانہ ہو جاتے۔ اور فرمایا کرتے کہ رسول اللہ ﷺ یونہی کیا کرتے تھے۔

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ سفر میں جمع بین الصلوتین کا طریقہ کیا ہے۔ اور اس سے ہٹ کر کوئی طریقہ اختیار کرنا خلافِ شرع ہے۔ اور عرفات و مزدلفہ کی ظہر وعصر پر قیاس کرتے ہوئے عام دنوں میں جمع تقدیم کرنا صحیح نہیں۔ (تفصیلات کے لئے دیکھئے کتبِ فقہ و فتاوی)

اجتماعانِ ھَامّانِ فِی یَوم واحدٍ وفی مدینۃٍ واحدۃٍ و فی منطقۃٍ واحدۃ :

جس روز جمعیتِ علماء پاکستان کی مرکزی مجلسِ شوری کا اجلاس گلشنِ اقبال کراچی میں ہوا (غالباً ۱۷ جنوری ۲۰۰۴ء کو) عین اسی روز اور تقریباً اسی وقت تنظیم المدارس اہل سنت سے وابستہ کراچی کے مدارس و علماء کا ایک اہم اجلاس بھی گلشنِ اقبال کراچی ہی میں طلب کیا گیا۔ دونوں اجلاس اپنی اپنی جگہ نہایت اہم تھے۔ جے یو پی کی مرکزی مجلسِ شوری کو قائدِ ملتِ اسلامیہ حضرتِ علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ مرکزی صدر کی تقرری کا فیصلہ کرنا تھا اور تنظیم المدارس کو .... نہ جانے کیا کرنا تھا ؟ کیونکہ جو مقصد تنظیم سے وابستہ مدارس کے اس اجلاس کا بتایا گیا تھا وہ تو تھا برکاتی فاؤنڈیشن کے تعاون سے شائع کردہ درسِ نظامی کی بعض کتب کی تقسیم ، جو کہ اس اجتماع میں ہوئی نہیں ، البتہ اس میں جرنیلِ تنظیم المدارس کا "پالیسی خطاب" ہوا ، جو اس خطاب سے کسی درجہ بھی کم اہم نہیں تھا جو افواجِ پاکستان کے جرنیل کا اسٹاف کالج سے ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اسی وقت حضرت فقیہِ ملت و سراجِ امت و مفکرِ اسلام مد ظلہم العالی کو اس شاندار خطاب پر داد اور مبارکباد دے دی تھی۔